سورة هود

آیات ۴۱ - ۴۹

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾
قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَ
حَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ
الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾
وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۵﴾
قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّيْۤ
اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا
تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۴۷﴾
قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ
مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۸﴾ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَاۤ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ
قَبْلِ هٰذَا ؕۛ فَاصْبِرْ ؕۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾ ع

وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۫ وَنَادٰى نُوْحُ ۨ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ

وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ - اور وہ چلتی رہی ان کو لے کر

جَرَى يَجْرِي ، جَرَيَانًا - چلنا، جاری رہنا، یہ لفظ پانی اور پانی کی طرح چلنے والی چیزوں کے لیے

فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ - ایسی موجوں میں جو پہاڑ جیسی تھیں

جِبَال ، جَبل کی جمع (پہاڑ)

وَنَادٰى نُوْحُ ابْنَهٗ - اور آواز دی نوح نے اپنے بیٹے کو

وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ - اس حال میں کہ وہ تھا ایک کنارے پر

عَزَلَ يَعْزِلُ ، عَزْلاً - الگ کر دینا | عزل - علیحدگی

مَعْزِل - الگ جگہ | عزل، معزول، عزلت، معتزلہ

يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا - اے میرے بیٹے سوار ہو جا ہمارے ساتھ

رَكِبَ - سوار ہونا

وَلَا تَكُنْ - اور نہ ہو

مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ - کافروں کے ساتھ

قَالَ سَاٰوِيْٓ - کہا (اس نے) کہ میں پناہ لے لوں گا

أوَى يَأوي ، إيوَاءً - پناہ حاصل کرنا

اِلٰى جَبَلٍ - کسی پہاڑ کی طرف

يَّعۡصِمُنِىۡ مِنَ الۡمَآءِ ‌ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الۡيَوۡمَ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ‌ ۚ وَحَالَ بَيۡنَهُمَا الۡمَوۡجُ فَكَانَ مِنَ الۡمُغۡرَقِيۡنَ ﴿۴۳﴾

يَّعۡصِمُنِىۡ مِنَ الۡمَآءِ - وہ بچا لے گا مجھ کو پانی سے

عَصَمَ يَعْصِمُ ، عَصْمًا - بچالینا، روکنا، پکڑنا

اردو: عاصم، عصمت، عاصمہ، معصوم

قَالَ - (نوحؑ) نے کہا

لَا عَاصِمَ الۡيَوۡمَ - نہیں ہے کوئی بچانے والا آج اللہ

عاصِم - بچانے والا

مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ - اللہ کے فیصلے (عذاب) سے

اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ - مگر وہی جس پر وہ رحم فرمائے

وَحَالَ - حائل ہو گئی (اس وقت)

حَالَ يَحُولُ ، حَوْلاً - حائل ہونا، درمیان میں آجانا

اردو: حال، ماحول، حائل، تحویل، احوال، حوالی (حول کی جمع)، حویلی

بَيۡنَهُمَا الۡمَوۡجُ - ان کے درمیان موج

فَكَانَ مِنَ الۡمُغۡرَقِيۡنَ - تو وہ ہو گیا ڈوب جانے والوں میں

وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۫ وَنَادٰى نُوْحُ ۨ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ سَاٰوِيْٓ
اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾

کشتی ان لوگوں کو لیے چلی جا رہی تھی اور ایک ایک موج پہاڑ کی طرح اٹھ رہی تھی نوحؑ کا بیٹا دور فاصلے پر تھا نوحؑ نے پکار کر کہا "بیٹا، ہمارے ساتھ سوار ہو جا، کافروں کے ساتھ نہ رہ۔ اُس نے پلٹ کر جواب دیا "میں ابھی ایک پہاڑ پر چڑھا جاتا ہوں جو مجھے پانی سے بچا لے گا" نوحؑ نے کہا، آج کوئی چیز اللہ کے حکم سے بچانے والی نہیں ہے سوائے اِس کے کہ اللہ ہی کسی پر رحم فرمائے" اتنے میں ایک موج دونوں کے درمیان حائل ہو گئی اور وہ بھی ڈوبنے والوں میں شامل ہو گیا

The Ark sailed along with them amid mountain-like waves. Noah, spotting his son at a distance, called out to him: 'My son. embark with us. and do not be with the unbelievers. The son replied: 'I will go to a mountain for refuge and it will save me from the water.' Noah said: 'None can save anyone today from the command of Allah except those on whom He may have mercy.' Thereupon a wave swept in between the two and he was drowned.

وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۫ وَنَادٰى نُوْحُ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ۭ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾

حضرت نوح علیہ السلام کی وفاداری کا آخری امتحان :

- کشتی حضرت نوح علیہ السلام، آپ کے اہل خانہ اور آپ پر ایمان لانے والوں کو اس شان سے لے کر چل پڑی، صورتحال دل ہلا دینے والی تھی، کشتی کے دائیں بائیں ایسے موجیں اٹھ رہی تھیں جیسے بلند و بالا پہاڑ ہوں۔ دھاڑتی ہوئی موجیں اور تند و تیز پانی کے دھارے کشتی کے دائیں بائیں سے گزرتے تھے لیکن کشتی سب کو چیرتی ہوئی آگے بڑھتی جارہی تھی
- اس کشتی میں نہ کوئی بادبان تھا اور نہ مشینی قوت۔ اسے محفوظ رکھنے والی اور اپنی منزل کی طرف لے جانے والی وہ ذات تھی جس کے حکم سے یہ طوفان اٹھا تھا۔ عین اس حالت میں جبکہ قوم کے بیشتر لوگ ڈوب چکے تھے کہ اچانک حضرت نوح (علیہ السلام) کو الگ تھلگ پہاڑ کے دامن میں اپنا فرزند کھڑا نظر آیا (اور اس کا نجام بھی)
- نوح علیہ السلام کی وفاداری کا آخری امتحان کا وقت آ پہنچا تھا، اللہ کی توفیق سے آپ ہر امتحان میں ثابت قدم رہے (انبیاء علیہ السلام بھی کیسے کیسے امتحانوں سے گذارے جاتے ہیں ..... یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے)
- آپ نے بیٹے کو پکارا کہ بیٹا دیکھ ایک طرف قوم کے سب متمردین اور بڑے بڑے کافر اس طوفان کی نذر ہو گئے ہیں اور دوسری طرف یہ کشتی ہے جو آج عافیت کی جگہ اور اللہ کی رحمت کا مرکز ہے تو کافروں کا ساتھ چھوڑ دے اور تائب ہو کر ایمان کا دامن تھام کر میرے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا، اس کا رحم آج صرف مومنوں کے ساتھ خاص ہے
- لیکن بگڑے ہوئے بیٹے نے بڑی رعونت سے کہا : کہ میں آپ کے ساتھ کشتی پر سوار نہیں ہوں گا۔ یہ سامنے بلند و بالا پہاڑ ہیں میں ان میں سے کسی پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا اور وہ مجھے غرق ہونے سے بچا لے گا۔

وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۫ وَنَادٰى نُوْحُ ۨابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾

حضرت نوح علیہ السلام کی وفاداری کا آخری امتحان :

- آپ علیہ السلام نے بڑی درمندی سے فرمایا کہ یہ طوفان اللہ کا "امر" ہے، پہاڑ تمہیں اس سے نہیں بچا سکے گا، آج صرف وہ بچے گا جس پر اللہ رحم فرمائے گا اور رحم اس پر ہو گا جو اللہ کی بندگی اور رسول کی رسالت اور آخرت کا اقرار کرے گا اور اپنے آپ کو اللہ کے دامن رحمت میں دے دے گا۔
- اللہ کا قانون ہے کہ عذاب آجانے کے بعد جو عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں پھر ان میں سے کسی کے لیے گلو خاصی نہیں

اس ہولناک المیے کا آخری منظر

- باپ بیٹے کے اس مکالمے کے دوران پانی کی ایک پہاڑ جیسی موج اٹھی اور باپ بیٹے کے درمیان حائل ہو گئی اور وہ مغرور بیٹا چشم زدن میں پانی کی لہروں کی نذر ہو گیا۔
- ایک نافرمان قوم اپنے انجام کو پہنچی، فرمان بردار بچا لیے گئے، زمین نافرمانی کے کانٹوں سے صاف کردی گئی۔
- یہ حیران کن ہے کہ بائبل (تورات) اس قصے کے اہم ترین سبق آموز حصے یعنی باپ بیٹے کی گفتگو اور بیٹے کی غرقابی کے ذکر سے خالی ہے، جبکہ قرآن مجید نے اس کا ذکر خاص طور پر فرمایا کہ لوگ اللہ کے قانون سے واقف ہوں اور جان لیں کہ :

خدا کا قانون اتنا بے لاگ ہے کہ نوح کا بیٹا بھی نافرمان ہو تو وہ اس کی گردن بھی عین باپ کے سامنے دبا دیتا ہے۔ تا بہ دیگراں چہ رسد

وَقِيۡلَ يٰۤاَرۡضُ ابۡلَعِىۡ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقۡلِعِىۡ وَغِيۡضَ الۡمَآءُ وَقُضِىَ الۡاَمۡرُ وَاسۡتَوَتۡ عَلَى الۡجُوۡدِىِّ وَقِيۡلَ بُعۡدًا لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۴۴﴾

وَقِيۡلَ يٰۤاَرۡضُ - اور کہا گیا اے زمین

اللہ نے زمین کو حکم دیا

ابۡلَعِىۡ مَآءَكِ - نِگل جا اپنا پانی

بَلَعَ يَبْلَعُ ، بَلْعًا - نگلنا (کسی چیز کو چبائے بغیر نگل جانا)

وَيٰسَمَآءُ اَقۡلِعِىۡ - اور اے آسمان ! تھم جا

(ق ل ع)

أَقْلَعَ يُقْلِعُ ، إقْلاعًا - تھم جانا، رُک جانا (IV)

وَغِيۡضَ الۡمَآءُ - اور کم ہو گیا (اتر گیا) پانی

غَاضَ يَغِيْضُ ، غَيْضًا - جذب ہونا، نیچے اترنا، خشک کرنا

وَقُضِىَ الۡاَمۡرُ - اور چکا دیا گیا فیصلہ

قَضَى يُقْضِي ، قَضَاءً - فیصلہ کرنا، پورا کرنا

وَاسۡتَوَتۡ - متمکن ہوئی (جا ٹھہری کشتی)

اِستَوَى يَسْتَوِي ، اِسْتَوَاءً - ٹھہرنا، استقرار پکڑنا (VIII)

عَلَى الۡجُوۡدِىِّ - جودی پہاڑ پر

جُودِی - (پہاڑ)، کوہِ ارارات کا وہ حصہ جو ترکی اور شام کی سرحد سے متصل ہے

وَقِيۡلَ - اور کہا گیا

بُعۡدًا لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ - دور ہوئی ظالموں کی قوم

بُعْد - دور ہونا (قَرِيْب کی ضد)

یہاں "بُعد" کا لفظ لعنت کے معنی میں استعمال ہوا ہے

وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَ
قِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾

حکم ہوا " اے زمین، اپنا سارا پانی نگل جا اور اے آسمان، رک جا۔ " چنانچہ پانی زمین میں بیٹھ
گیا، فیصلہ چکا دیا گیا، کشتی جودی پر ٹِک گئی، اور کہہ دیا گیا کہ دور ہوئی ظالموں کی قوم !

And the command was given: 'Earth! Swallow up your water'; and: 'Heaven! Abate!' So the water subsided, the command was fulfilled, and the Ark settled on Mount Judi, and it was said: 'Away with the wrong-doing folk!

محمد اقبال

وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَاۗءَكِ وَيٰسَمَاۗءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَاۗءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَي الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

زمین و آسمان سے خطاب

- علمائے مفسرین نے اس آیت کریمہ کو قرآنِ کریم کی فصیح ترین اور بلیغ ترین آیات میں شمار کیا ہے۔آیت کے الفاظ کا نظم و نسق، ترنم وترتیل،آیت کے اسرار و نکات اور اس کی معنوی اور لفظی خوبیاں حیران کن ہیں
- یہ ایک سرکش قوم کی داستان کا اختتام اور اس کی لفظی تصویر ہے، عذاب الٰہی کے خاتمہ کا عجیب و غریب منظر پیش کیا گیا ہے۔
- پانی کی ٹھاٹھیں مارتی ہوئی لہروں نے تمام جگہوں کو گھیر لیا، پانی کی سطح بلند سے بلند تر ہوتی چلی گئ ، جاہل گنہگاروں نے یہ گمان کیا کہ یہ ایک معمول کا طوفان ہے، وہ اونچی جگہوں اور پہاڑوں پر پناہ گزیں ہوگئے لیکن پانی ان کے اوپر سے بھی گزر گیا اور تمام جگہیں پانی کے نیچے چھپ گئیں
- پانی اور ہوا کے اس طوفان نے منشائے الٰہی کو پورا کردیا اور تمام اہل زمین ڈوب گئے اور کوئی کافر زندہ نہ رہا تو آسمان کو حکم ہوا کہ تھم جا اور زمین کو حکم ملا کہ اپنا پانی اپنے اندر جذب کرلے
- زمین آسمان اپنے مالک کا حکم بجا لائے، طوفان تھم گیا، پانی تہہ نشین ہوگیا، زمین خشک ہو گئ، ہر طرف سکون و سکوت چھا گیا۔ کشتی کوہ جودی پر ٹھہر گئ۔ کفر اپنے انجام کو پہنچا اور اہل ایمان بچا لیے گئے تو فرمایا : دوری ہو ظالموں کی قوم، یہ اظہار نفرت و لعنت کا جملہ ہے۔ دوسروں لفظوں میں یوں کہا گیا، خس کم جہاں پاک !
- اللہ کی نگاہ میں سب سے قابل نفرت چیز کفر اور شرک ہے۔ یعنی اللہ سے بغاوت اور اس کی نافرمانی، جو قوم ان دونوں جرائم میں تمام حدود سے تجاوز کرجاتی ہے وہ زمین پر رہنے کے قابل نہیں رہتی اور انہیں نَسیاً مَّنسِیّاً کردیا جاتا ہے

وَنَادٰی نُوۡحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابۡنِیۡ مِنۡ اَهۡلِیۡ وَاِنَّ وَعۡدَكَ الۡحَقُّ وَاَنۡتَ اَحۡكَمُ الۡحٰكِمِيۡنَ ۝۴۵ قَالَ يٰنُوۡحُ اِنَّهٗ لَيۡسَ مِنۡ اَهۡلِكَ‌ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيۡرُ صَالِحٍ‌ ‌ۖ فَلَا تَسۡـَٔـلۡنِ مَا

وَنَادٰی نُوۡحٌ رَّبَّهٗ - اور پکارا نوح نے اپنے رب کو

نَادَى يُنَادِي ، نِدَاءً - پکارنا (III)

فَقَالَ رَبِّ اِنَّ - اور عرض کیا : اے میرے رب بیشک

ابۡنِیۡ مِنۡ اَهۡلِیۡ - میرا بیٹا بھی میرے گھر والوں میں سے ہے

اِبن - بیٹا

اس کی جمع : أَبْنَاءَ اور بَنُون

اس کی تصغیر : بُنَيَّ

بِنْت : بیٹی

اس کا اطلاق صلبی بیٹے سے بڑھ کر وسیع دائرے میں

وَاِنَّ وَعۡدَكَ الۡحَقُّ - اور بیشک تیرا وعدہ سچّا ہے

وَاَنۡتَ اَحۡكَمُ الۡحٰكِمِيۡنَ - اور تو سب حاکموں سے بڑا حاکم ہے

حاکِم - فیصلہ کرنے والا

اَحْكَم - سب سے اچھا فیصلہ کرنیوالا

قَالَ يٰنُوۡحُ - کہا (اللہ نے) ! اے نوح

اِنَّهٗ لَيۡسَ مِنۡ اَهۡلِكَ - یقیناً وہ نہیں ہے تیرے گھر والوں میں سے

اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيۡرُ صَالِحٍ - یقیناً وہ ایک غیر صالح عمل ہے

(سرتاپا) عمل بد ہے/صاحب اعمال فاسدہ ہے

فَلَا تَسۡـَٔـلۡنِ مَا - پس نہ تو سوال کر مجھ سے اس کا

سأَلَ يَسأَل ، سُؤالاً - سوال کرنا

لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۴۷﴾

لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ - نہیں تجھے جس کا علم

اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ - بیشک میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ

وَعَظَ يَعِظُ ، وَعْظًا ۔ وعظ کرنا، نصیحت کرنا

تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ - کہ کہیں تو ہو جائے جاہلوں میں سے

جَاهِل- عربی میں عِلْم اور حِلْم کے مقابل آتا ہے

حِلْم کے مقابل: جب جذبات سے مغلوب ہو کر حلم کا رشتہ ہاتھ سے چھوٹ جائے

قَالَ رَبِّ -(نوحؑ نے) کہا اے میرے رب!

اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ - میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں

(ع و ذ)

عَاذَ يَعُوْذُ ، عَوْذًا ۔ پناہ مانگنا

عَوْذه ۔ وہ چیز جس کے ذریعے سے کسی نقصان دہ چیز سے بچاؤ حاصل کیا جائے

اردو: تعوّذ، تعویذ، معاذاللہ

اَنْ اَسْـَٔلَكَ - کہ میں سوال کروں تجھ سے

مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ - اس کا نہیں جس کا مجھے علم

وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ - اور اگر نہ کیا تو نے مجھے معاف اور رحم (نہ) فرمایا

اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ - تو میں ہو جاؤں گا خسارہ پانے والوں میں سے

وَنَادٰى نُوۡحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابۡنِىۡ مِنۡ اَهۡلِىۡ وَاِنَّ وَعۡدَكَ الۡحَـقُّ وَاَنۡتَ اَحۡكَمُ الۡحٰكِمِيۡنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ يٰنُوۡحُ اِنَّهٗ لَـيۡسَ مِنۡ اَهۡلِكَ‌ ۚ اِنَّهٗ
عَمَلٌ غَيۡرُ صَالِحٍ‌ ۖ فَلَا تَسۡـئَلۡنِ مَا لَـيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ‌ ؕ اِنِّىۡۤ اَعِظُكَ اَنۡ تَكُوۡنَ مِنَ الۡجٰهِلِيۡنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىۡۤ اَعُوۡذُ بِكَ اَنۡ اَسۡـئَلَكَ
مَا لَـيۡسَ لِىۡ بِهٖ عِلۡمٌ‌ ؕ وَاِلَّا تَغۡفِرۡ لِىۡ وَتَرۡحَمۡنِىۡۤ اَكُنۡ مِّنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿۴۷﴾

نوح نے اپنے رب کو پکارا۔ کہا " اے ربّ ، میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب حاکموں سے بڑا اور بہتر حاکم ہے، جواب میں ارشاد ہوا " اے نوح، وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے، وہ تو ایک بگڑا ہوا کام ہے، لہٰذا تو اس بات کی مجھ سے درخواست نہ کر جس کی حقیقت تو نہیں جانتا، میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے آپ کو جاہلوں کی طرح نہ بنا لے" نوح نے فوراً عرض کیا " اے میرے ربّ ، میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ وہ چیز تجھ سے مانگوں جس کا مجھے علم نہیں۔ اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا اور رحم نہ فرمایا تو میں برباد ہو جاؤں گا

And Noah called out to his Lord, saying: 'My Lord! My son is of my family. Surely Your promise is true, and You are the greatest of those who judge. In response Noah was told: 'Most certainly he is not of your family; verily he is of unrighteous conduct. So do not ask of Me for that concerning which you have no knowledge. I admonish you never to act like the ignorant ones. Noah said: 'My Lord! I take refuge with You that I should ask you for that concerning which I have no knowledge. And if You do not forgive me and do not show mercy to me, I shall be among the losers.

محمد اقبال

وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِىْ مِنْ اَهْلِىْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۵﴾

نوح علیہ السلام کی شفقت پدری (بیٹے سے متعلق اللہ تعالیٰ سے سوال)

- نوح علیہ السلام کا اپنے بیٹے کے لیے اللہ تعالیٰ سے سوال و جواب زمانی ترتیب کے لحاظ سے اس وقت ہوا ہو گا جب آپ علیہ السلام نے بیٹے کو ڈوبتے دیکھا لیکن اس کا ذکر اس وقت کیا گیا جب تمام قوم کا ہلاک ہونا بتا دیا گیا اور سیلاب تھم جانے اور کشتی کا خشکی پہ ٹھہر جانا بھی بتا دیا گیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟
- مفسرین نے اس کی ایک وجہِ بلاغتِ کلام بتائی ہے جس کی وجہ سے نوح علیہ السلام کے بیٹے کے متعلق بات کو مؤخر کر دیا گیا، گویا خدا کی نگاہوں میں یہ شخص، حضرت نوح کا بیٹا ہونے کے باوجود ایسا نابکار تھا کہ جب تک خدا نے اس کو غرق نہیں کر لیا اس کے باب میں حضرت نوح کی دعا کو زیر بحث لانا بھی پسند نہیں فرمایا اور اس کا تذکرہ ایسے جیسے سب سے مبغوض ہی شخص ہو
- اس غضب کی وجہ ظاہر کہ اس دنیا میں اگر کسی انسان کو سب سے بڑی سعادت اور خوش بختی حاصل ہو سکتی ہے تو وہ یہی ہو سکتی ہے کہ اس کے لیے رسالت، وحی، ایمان، دعوتِ حق، رسول کی صاف ستھری سیرت و کردار، سچائی، صبر و استقامت، خیر اور برکت، اللہ پر توکل اور بھروسہ... سب گھر کی چیزیں ہوں اور وہ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اپنے کانوں، آنکھوں اور بصیرت و وجدان سے ان سب کا مشاہدہ کرے اور پھر اس کو نہ پہچانے اور پیغمبر کے گھر میں شیطان بن کر اٹھے۔
- حضرت نوح نے بیٹے کو ڈوبتا دیکھ کر شفقت پدری سے مغلوب ہو کر اللہ سے اپنے اہل (گھر والوں) کے بارے میں، اللہ کے وعدے کا حوالہ دے کر بات کی کہ میرا یہ بیٹا بھی میرے اہل میں شامل ہے اور تیرا یہ وعدہ کہ تو میرے اہل کو اس کشتی کے ذریعہ سے نجات دے گا۔

قَالَ يٰنُوۡحُ اِنَّهٗ لَيۡسَ مِنۡ اَهۡلِكَ‌ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيۡرُ صَالِحٍ‌ ‌ۖ فَلَا تَسۡـئَلۡنِ مَا لَـيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ‌ ؕ اِنِّىۡۤ اَعِظُكَ اَنۡ تَكُوۡنَ مِنَ الۡجٰهِلِيۡنَ ۝۴۶

بیٹا - ایک عملِ غیر صالح (اسلام میں حقیقی تعلق و رشتہ داری کی بنیاد اخلاقی اور نظریاتی)

- حضرت نوح علیہ السلام کی درخواست / سوال پر اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح فرمائی اور تنبیہہ بھی
- کہ یہ تیری صلب سے تو ضرور ہے لیکن یہ تیرے اہل میں نہیں، درحقیقت انبیاء علیہ السلام دنیا میں قرابت اور خاندان کا نیا تصور دے کر آتے ہیں۔ ان کے یہاں ایمان کا رشتہ صلبی رشتوں سے زیادہ مضبوط ہے۔ رنگ اور نسل کی بھی ایک اہمیت ہے لیکن اس وقت جب ایمان کا اشتراک پایا جاتا ہو لیکن عدم ایمان کی صورت میں ایک مومن کا کافر سے کوئی رشتہ نہیں۔
- اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اس بنیاد پر نہیں ہوتا کہ جو لوگ بزرگوں کی اولاد ہیں۔ یا جو کسی حضرت کا دامن تھامے ہوئے ہیں ان سب کو نجات یافتہ قرار دے کر جنتوں میں داخل کر دیا جائے۔ خدا کے یہاں نجات کا فیصلہ خالص عمل کی بنیاد پر ہوتا ہے نہ کہ نسبی یا گروہی تعلق کی بنیادوں پر۔
- دنیا میں لوگ نسبی رشتے کو اہمیت دیتے ہیں، اللہ کے نزدیک اور آخرت میں اخلاقی رشتے کی اہمیت ہے، طوفان نوح اسی لیے آیا تھا کہ انسانوں کے درمیان دوسری تمام تقسیمات کو توڑ کر اخلاقی تقسیم قائم کر دے۔ جو عمل صالح والے لوگ ہیں ان کو خدائی کشتی میں بٹھا کر بچا لیا جائے اور غیر عمل صالح والے تمام لوگوں کو طوفان کی بے رحم موجوں کے حوالے کر دیا جائے (اور یہی واقعہ دوبارہ قیامت میں زیادہ بڑے پیمانہ پر اور زیادہ کامل طور پر ہو گا)
- اسی نظریے کا بہترین عملی مظاہرہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بدر کے میدان میں آپ ﷺ کی قیادت مین سر انجام دیا، جب مسلمانوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے قریبی عزیزوں کو ختم کیا۔ حضرت مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی سے فرمایا کہ تم میرے بھائی نہیں ہو، میرا بھائی وہ ہے جو تمہاری مشکیں کس رہا ہے (حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ ..... کی مثالیں)

فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّيْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ

نوح علیہ السلام کو اللہ کی تنبیہ

- حضرت نوحؑ نے جن حالات میں دعا کی تھی وہ ایسے تھے کہ ان کی دعا منظور نہ ہوئی اس لیے اس کا جو جواب انہیں دیا گیا اس میں قدرے تہدید اور تنبیہ بھی ہے۔
- اللہ نے فرمایا کہ تم مجھ سے کوئی ایسی بات نہ پوچھو یا کوئی چیز مانگو جس کی حقیقت کا تمہیں علم نہیں، اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو نصیحت کی کہ تم اسلامی روابط کی حقیقت اور اسلامی اخوت کی ماہیت کے سمجھنے میں غلطی نہ کرو (جس کا ذکر گذشتہ آیت کریمہ میں ہوا)، اللہ نے جو وعدہ کیا تھا اس کے سمجھنے میں غلطی نہ کر بیٹھو اللہ کا وعدہ تو پورا ہو چکا ہے اور جو تمہارے اہالی و موالی تھے وہ سب نجات پا چکے ہیں اور یہ حقیقت ہے۔

(رسول کی دعوت پہ لبیک کہنے والوں کو اللہ زمین میں پھلنے پھولنے کا موقع دیا تا ہے، اس دعوت کا انکار کرنے والوں کی مثال تو جھاڑ جھنکاڑ کی سی ہے جسے ختم کر دیا جاتا ہے، یا انسانی جسم میں سڑے ہوئے عضو کی ہے جسے کاٹ دینا ڈاکٹر اپنا فرض سمجھتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر اس کو کاٹا نہیں جائے گا تو یہ باقی اعضاء کو بھی مسموم کر دیے گا۔ایسے عضو کو کاٹتے ہوئے طبیب مریض سے یہ کہتا ہے کہ یہ عضو یقیناً آپ کے جسم کا حصہ ہے لیکن اب آپ کا اس سے کوئی تعلق نہیں ....)

- یہ تنبیہ آمیز جواب سنتے ہی حضرت نوح کانپ اٹھتے ہیں جس طرح ایک حقیقی مومن اس وقت کانپ اٹھتا ہے جب اسے یہ سوچ آتی ہے کہ بارگاہ الٰہی میں اس سے کہیں غلطی اور گستاخی نہ ہو جائے۔ چنانچہ حضرت نوح فوراً توبہ و استغفار فرماتے ہیں۔ اور بیٹے کی حتمی نجات کے لیے اپنا استدلال بیان کرنے کے بعد حکم اور فیصلہ اللہ پر چھوڑ دیا اور بیٹے کا ہولناک انجام قبول کیا، جو ان کی اخلاقی رفعت کا بہت بڑا ثبوت ہے
- مشرکینِ مکہ کو پیغام۔اللہ کا انصاف بے لاگ اور اس کا فیصلہ دوٹوک، اگر تم نے اس دعوت کو نہ مانا تو ابراہیم کی نسبت.......

قِيۡلَ يٰنُوۡحُ اهۡبِطۡ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيۡكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنۡ مَّعَكَ ‌ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمۡ ثُمَّ يَمَسُّهُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۴۸﴾ تِلۡكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَيۡبِ نُوۡحِيۡهَاۤ اِلَيۡكَ ۚ

قِيۡلَ يٰنُوۡحُ - کہا گیا اے نوح (علیہ السلام)

اهۡبِطۡ بِسَلٰمٍ مِّنَّا - اُتر جاؤ سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے

هَبَطَ يَهْبِطُ ، هُبُوْطًا - نیچے اترنا

اردو میں : ھبوطِ آدم (آدمؑ کا زمین پہ اترنا)،
مھبط (اترنے کی جگہ)

وَبَرَكٰتٍ عَلَيۡكَ - اور برکتیں نازل ہوں تم پر

وَعَلٰٓى اُمَمٍ - اور ان گروہوں پر

أُمَم ، أُمّةٌ کی جمع (جماعت، گروہ)

مِّمَّنۡ مَّعَكَ - جو تمہارے ساتھ ہیں

سَ - حرفِ استقبال

وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمۡ - اور گروہ ہیں کچھ ایسے جنہیں دیں گے ہم (دُنیاوی) فائدہ

مَتَّعَ يُمَتِّعُ ، تَمْتِيْعًا فائدہ پہنچانا

ثُمَّ يَمَسُّهُمۡ مِّنَّا - پھر چھوئے (پہنچے) گا ان کو ہماری طرف سے

مَسَّ يَمَسُّ ، مَسًّا - چھونا، پہنچنا

عَذَابٌ اَلِيۡمٌ - ایک دردناک عذاب

تِلۡكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَيۡبِ - یہ غیب کی خبروں میں سے ہے

أنْبَاء ، نَبَأ کی جمع (خبریں)

نُوۡحِيۡهَاۤ اِلَيۡكَ‌ ۚ مَا كُنۡتَ تَعۡلَمُهَاۤ اَنۡتَ وَلَا قَوۡمُكَ مِنۡ قَبۡلِ هٰذَا ‌ۛؕ فَاصۡبِرۡ‌ ۛؕ اِنَّ الۡعَاقِبَةَ لِلۡمُتَّقِيۡنَ ۝۴۹

نُوۡحِيۡهَاۤ اِلَيۡكَ - جو ہم وحی کر رہے ہیں آپ کی طرف (اے نبیؐ)

مَا كُنۡتَ تَعۡلَمُهَاۤ - نہیں جانتے تھے ان باتوں کو

اَنۡتَ وَلَا قَوۡمُكَ - آپ اور آپ کی قوم

مِنۡ قَبۡلِ هٰذَا - اس سے پہلے

فَاصۡبِرۡ - پس آپ ثابت قدم رہیں

اِنَّ الۡعَاقِبَةَ لِلۡمُتَّقِيۡنَ - یقیناً انجام کار متقی لوگوں کے حق میں ہے۔

عَاقِبت - انجام، نتیجہ، آخرت

قِيۡلَ يٰنُوۡحُ اهۡبِطۡ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَيۡكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنۡ مَّعَكَ‌ؕ وَ اُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمۡ ثُمَّ يَمَسُّهُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيۡمٌ
﴿۴۸﴾ تِلۡكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَيۡبِ نُوۡحِيۡهَاۤ اِلَيۡكَ‌ۚ مَا كُنۡتَ تَعۡلَمُهَاۤ اَنۡتَ وَلَا قَوۡمُكَ مِنۡ قَبۡلِ هٰذَا‌ ؕ فَاصۡبِرۡ‌ ؕ اِنَّ الۡعَاقِبَةَ
لِلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۴۹﴾

حکم ہوا " اے نوح اتر جا ، ہماری طرف سے سلامتی اور برکتیں ہیں تجھ پر اور ان گروہوں پر جو تیرے ساتھ ہیں، اور کچھ گروہ ایسے بھی ہیں جن کو ہم کچھ مدت سامان زندگی بخشیں گے پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔ "

اے محمد ﷺ ، یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے نہ آپ ان کو جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم۔ پس صبر کریں، انجام کار متقیوں ہی کے حق میں ہے۔

It was said: 'Noah! Disembark, with Our peace, and with blessings upon you and upon those who are with you. There are also people whom We shall allow to enjoy themselves for a while, and then a painful chastisement from Us shall afflict them.

We reveal to you these accounts of matters that are beyond the reach of human perception. Neither you nor your people knew about them before this. Be, then, patient. Surely, the good end is for the God-fearing.

محمد اقبال

قِيۡلَ يٰنُوۡحُ اهۡبِطۡ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيۡكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنۡ مَّعَكَ‌ ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمۡ ثُمَّ يَمَسُّهُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۴۸﴾

تعمیرِ نو کا آغاز

- جب سرکش و نافرمان قوم غرق ہو چکی، طوفان گزر گیا، زمین خشک ہو گئی، ہر طرف سے پانی سمیٹ لیا گیا، کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی تھی تو وہاں سے نیچے اتر کر زمین پر آباد ہونے کا حکم دیا جارہا ہے۔
- لیکن یہ ایک نئی دنیا میں، نئی زندگی، اور زندگی کا آغاز بالکل ابتدائیہ سے، یقیناً اس صورتحال میں بہت سے اندیشے کہ یہ نئی زندگی کیسی ہو۔ وطن چھوٹ گیا، گھر برباد ہو گئے، کوئی شہر باقی نہ رہا، تباہ شدہ کھنڈرات اور بے آباد زمین پر ایک نئی آبادی بسانا، اس کے لیے محنت بھی درکار ہو گی، موسموں کی شدت بھی رکاوٹ بنے گی، وسائل کی کمی بھی آڑے آئے گی اور نہ جانے کتنی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے گا؟
- ایسے ہی اندیشوں سے گراں بار لوگوں کو کشتی سے نیچے زمین پر اترتے وقت دو خوشخبریاں سنائی گئیں۔ (۱) "تم اترو ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ "یعنی تمھیں اب کسی قسم کا اندیشہ پریشان نہیں کرے گا۔ زندگی میں پیش آنے والی مشکلات تمہارے لیے کوئی مسئلہ پیدا نہیں کریں گی، تم جہاں بھی ٹھہرو گے اللہ کی طرف سے سلامتی تمہارے ساتھ ہو گی

(۲) "اے پیغمبر آپ پر بھی برکتیں ہوں گی اور ان لوگوں پر بھی جو آپ کے ساتھ کشتی پر سوار تھے "تم جہاں بھی ٹھہرو گے اللہ کی برکتیں تم پر بارش کی طرح برسیں گی

- سلامتی حفاظت کا ذریعہ ہے اور برکت اسباب میں افزائش کی نوید ہے اور یہ دو خوشخبریاں جہانوں کے رب کی طرف سے
- ان افراد سے آگے امتیں پھلیں گی لیکن یہ ہدایت کا سلسلہ تمام امتوں تک دراز نہیں ہو گا۔ ایک وقت آئے گا جب پھر بگاڑ پیدا ہو گا، پھر پیغمبر آئیں گے، حق و باطل کی کشمکش ہو گی، جو لوگ دعوتِ حق کو ٹھکرا دیں گے وہ آخر عذاب کا شکار ہوں گے

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٩﴾

تحویلِ خطاب – التفات آپ ﷺ کی طرف

- یہاں پہنچ کر اس سورۃ میں حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ کی تفصیلات ختم ہو جاتی ہیں اور خطاب کا رخ آپ ﷺ کی طرف پھر جاتا ہے (بطور عنایات و التفات)
- آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ قصہ جو ہم نے وحی کے ذریعہ سے آپ کو بتلایا ہے یہ باتیں منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں۔ اس قصہ کو ہمارے بتلانے سے قبل نہ آپ جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم جانتی تھی۔
- آپ کو وحی کے ذریعے سے یہ خبریں اور قصص بتانا اللہ تعالیٰ کی آپ پر بے پایاں رحمت کا ثبوت ہے اور اس بات کی دلیل بھی ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ پر اترنے والی کتاب اللہ کی کتاب ہے۔ اور اس کو آپ نے خود نہیں گھڑا
- اس قصے کے حوالے سے یہ آپ ﷺ کو تسلی بھی کہ جس طرح نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں ہی کا آخر کار بول بالا ہوا، اسی طرح آپ اور آپ کے ساتھیوں کا بھی ہوگا، اللہ کا قانون یہ ہے کہ ابتداء میں دشمنان حق خواہ کتنے ہی کامیاب ہوں مگر آخری کامیابی صرف ان لوگوں کا حصہ ہوتی ہے جو خدا سے ڈر کر فکر و عمل کی غلط راہوں سے بچتے ہوئے حق کے لیے کام کرتے ہیں
- اس حق کے راستے میں جو مصائب اور مشکلات آئیں، اس دعوت کو دبانے میں مخالفوں کو بظاہر جو کامیابی ہوتی نظر آ رہی ہے اس پر بد دل نہ ہوں، آپ ہمت اور صبر و استقامت کے ساتھ اپنا کام کیے چلے جائیں۔ انجام کار کامیابی خدا سے ڈرنے والوں ہی کو حاصل ہوتی ہے۔ آپ کے مخالف ناکام و مراد ہوں گے

اضافی مواد

Reference Material

قصہ نوح علیہ السلام

- نوح علیہ السلام کا قصہ قرآنِ مجید میں کئی مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔
- قرآن مجید کی کل ۲۹ سورتوں میں، حضرت نوح علیہ السلام کا نام ۴۳ مرتبہ آیا ہے اور ایک سورت کا نام بھی آپ کے نام پر
- حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ ایمان، دعوت، مصیبتوں پر بے پناہ صبر، استقامت اور عظمت کی ایک عظیم داستان ہے
- حضرت نوح علیہ السلام اولوالعزم پیغمبروں میں سے ہیں، قرآن مجید میں حضرت نوح علیہ السلام کو پہلے صاحب شریعت اور صاحب کتاب پیغمبر کے عنوان سے یاد کیا گیا ہے، آپ پہلے پیغمبر ہیں جن کی نبوت کے زمانے میں دعوتِ حق جھٹلانے والوں پر عذاب نازل ہوا۔
- اسلامی روایات میں حضرت نوح علیہ السلام کو حضرت آدمؑ، شیثؑ اور ادریسؑ کے بعد چوتھا پیغمبر جانا جاتا ہے
- حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو چالیس برس کی عُمر میں نبوّت عطا فرمائی اور سورۃ العنکبوت (14) کے مطابق آپ نے اپنی قوم میں دعوت کا فریضہ 950 برس ادا کرتے رہے، قرآنی تصریح کے مطابق اُن کی عُمر نو سو پچاس برس سے متجاوز ہوئی۔
- حضرت نوح علیہ السلام کی قوم ایک مشرک قوم تھی اور "ود"، "سواع"، "یغوث"، "یعوق" اور "نسر" نامی مختلف بتوں کی پوجا کرتے تھے (وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا (71/23)۔ اور کہتے رہے کہ تم اپنے معبودوں کو مت چھوڑنا اور وَدّ اور سُوَاع اور یَغُوث اور یَعُوق اور نسر (نامی بتوں) کو (بھی) ہر گز نہ چھوڑنا)

قصہ نوح علیہ السلام

- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ یہ (وَد، سُواع، یغوث، یعوق، نسر) حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک آدمیوں کے نام ہیں، جب وہ وفات پاگئے تو شیطان نے ان کے دلوں میں یہ بات ڈالی کہ جن جگہوں پر وہ اللہ والے بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کے مجسمے بنا کر رکھ دو اور ان بتوں کے نام بھی ان نیک لوگوں کے نام پر ہی رکھ دو۔ لوگوں نے عقیدت کے طور پر ایسا کر دیا لیکن ان کی پوجا نہیں کرتے تھے، جب وہ لوگ دنیا سے چلے گئے اور علم بھی کم ہو گیا تو ان مجسموں کی پوجا ہونے لگ گئی۔ (بخاری، کتاب التفسیر)
- حضرت نوح علیہ السلام کی قوم اُس سرزمین میں رہتی تھی جس کو آج ہم عراق کے نام سے جانتے ہیں۔ [عراق میں صابیون (Sabians) کے نام سے ایک چھوٹا سا گروہ پایا جاتا ہے، جن کا ایک مستقل دین ہے... اُن کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم حضرت نوح علیہ السلام کی کتاب، اور اُن کے دین پر عمل پیرا ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ ایک زمانے میں حضرت نوح علیہ السلام کی پوری کتاب ہمارے پاس موجود تھی، لیکن اِمتدادِ زمانہ کے سبب اَب وہ ناپید ہے... اُس کے مندرجات صرف چار پانچ سطروں میں ہمارے پاس موجود ہیں، جن میں اخلاق کی تعلیم دی گئی ہے۔ "خطباتِ بہاولپور" ڈاکٹر حمیداللہ مرحوم]
- حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ محض قصہ گوئی کی خاطر بیان نہیں کیا گیا ہے، بلکہ اس کے بیان کرنے کا مقصد کفارِ مکہ کو متنبہ کرنا ہے کہ تم محمد ﷺ کے ساتھ وہی رویہ اختیار کر رہے ہو جو حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ ان کی قوم نے اختیار کیا تھا، اور اس رویے سے اگر تم باز نہ آئے تو تمہیں بھی وہی انجام دیکھنا پڑے گا جو ان لوگوں نے دیکھا

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ

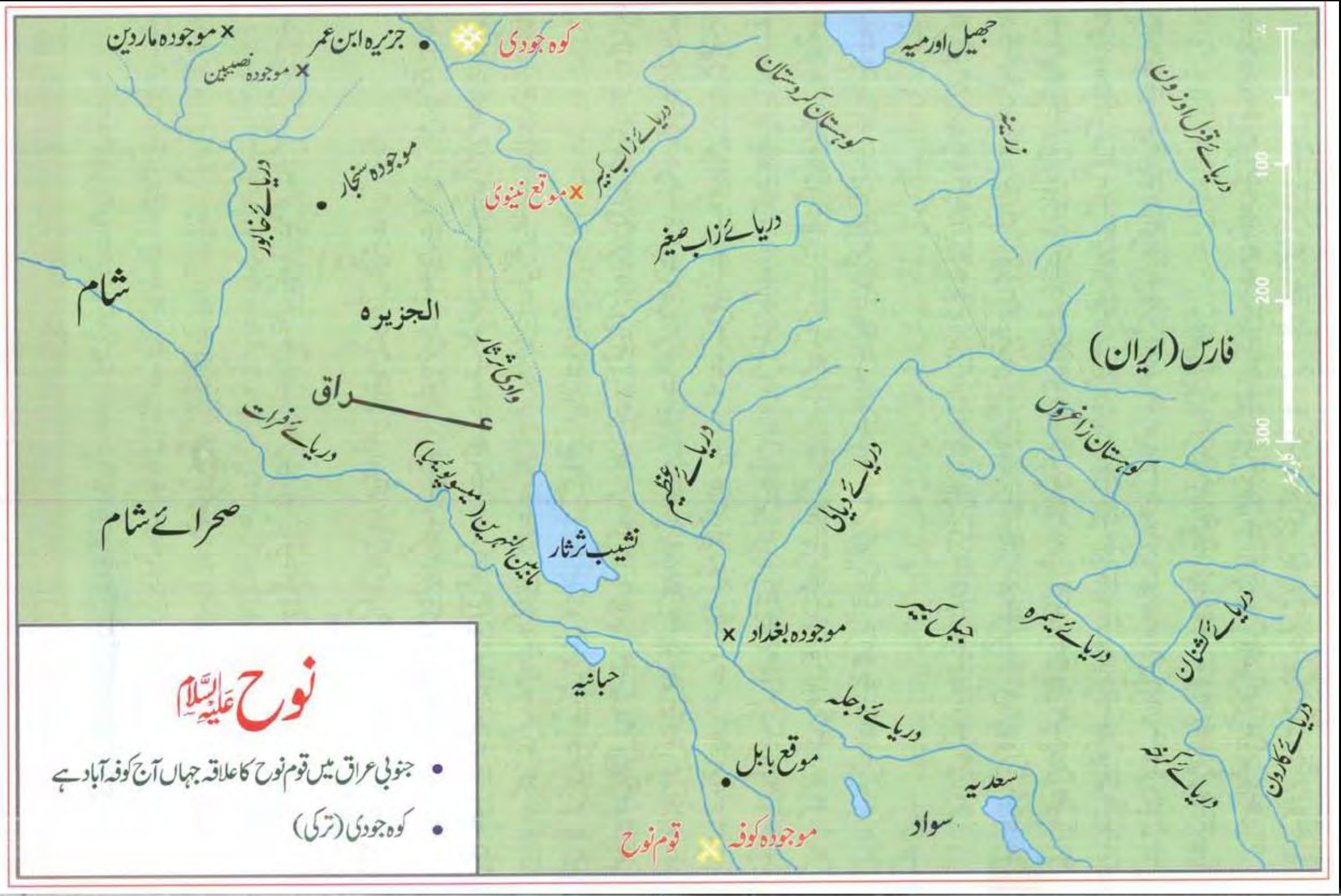

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ

Noah
(Peace be upon him)

The location of his people south of Iraq round the present site of Kufah. The site of Mount Judi.

قوم نوحؑ کی خرابی

- قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ صرف اللہ کی بندگی کے جس صالح نظامِ زندگی پر حضرت آدم علیہ السلام اپنی اولاد کو چھوڑ گئے تھے، اُس میں سب سے پہلا بگاڑ حضرت نوح علیہ السلام کے دَور میں رونما ہوا اور ان کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مامور فرمایا۔
- قرآنِ مجید کے دوسرے مقامات سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی قوم نہ تو اللہ کے وجود کی منکر تھی، نہ اس سے ناواقف تھی اور نہ اسے اللہ کی عبادت سے انکار تھا، بلکہ اصل گمراہی جس میں وہ مبتلا ہو گئی تھی، شرک کی گمراہی تھی
- اُنھوں نے اللہ کے ساتھ دوسری ہستیوں کو خدائی میں اور عبادت کے حق میں شریک بنالیا تھا۔ پھر اس بنیادی گمراہی سے بے شمار خرابیاں اس قوم میں پیدا ہو گئیں:
- شرک کے نتیجے میں انسان کے اندر سب سے پہلی خرابی **غیر ذمہ داری** کا پیدا ہونا ہے، جس کے سبب انسان یہ سمجھتا ہے کہ دنیاوی "ہستی" کا دامن پکڑا ہوا ہے، جس کا سہارا تھاما ہوا ہے... وہ دنیا میں بھی اُس کو مشکلات سے بچائے گا اور آخرت میں بھی وہی سفارش کریگا، اور اللہ تو ویسے بھی غفور ورحیم ہے...اس لیے گناہ، شرک اور بے راہ روی پر شیر اور دلیر ہو جاتا ہے
- **دوسری بڑی خرابی** یہ پیدا ہوتی ہے کہ ایک جھوٹے خدا کو ماننے سے سینکڑوں جھوٹے خداؤں کو ماننا پڑتا ہے، یہ جھوٹے خدا تمام مذہبی، سیاسی اور معاشی اقتدار کے مالک بن جاتے ہیں، ان جھوٹے خداؤں کی نمائندگی کے لیے ایک خاص (استحصالی) طبقہ پیدا ہو جاتا ہے (جس سے انسان اونچ نیچ، اور طبقات میں تقسیم ہو جاتے ہیں)۔اجتماعی زندگی میں ظلم و فساد بھر جاتا ہے
- **تیسری بڑی خرابی** یہ پیدا ہوتی ہے کہ اپنے دائرے میں ہر شخص خدائی کرنے لگتا ہے اس طرح جس کی لاٹھی اُس کی بھینس... اور قبضہ سچا دعویٰ جھوٹا کا اصول پوری سوسائٹی میں جاری ہو جاتا ہے، نتیجتاً پیدا ہونے والی کشمکش معاشرے کی تباہی کا سبب بنتی ہے

قصہ نوح علیہ السلام کی عالمگیریت

- نوح علیہ السلام (اور ان کے زمانے میں آنے والے طوفان)کا قصہ توحید ی مذاہب (monotheistic religions)کے علاوہ دنیاکے دیگر کئی مذاہب اور قوموں میں بیان کیا جاتا ہے۔ان میں

  - بابل کی تاریخوں، ہند کے رزمیوں، ویلز، اسکینڈی نیویا، لتھونیا، چین ، یونان ، بلاد ما بین النہرین (Mesopotamian) کہانیوں، قدیم مصری اقوام میں، جزائر انڈیمان کالا پانی شامل ہیں
  - قصہ ٔنوح ؑ /ایک عالمگیر طوفان یا اس سے قصے سے ملتی جلتی روایات یونان ، مصر، ہندوستان کی ہندو تہذیب اور چین کے علاوہ برما، ملایا، جزائر شرق الہند، آسٹریلیا، نیو گنی اور امریکہ کے اصل باشندوں میں بھی ایسی ہی روایات قدیم زمانہ سے چلی آ رہی ہیں۔
  - قدیم سمیری داستانوں میں مٹی کی تختیوں (Hieroglyph) پر جلج موس کا اور اس کے طوفان کا ذکر ہے اور اس بڑی کشتی کی تفصیل درج ہیں، قدیم کسدی(Chaldeans) روایات میں میں بھی اس طوفان اور اس میں بچ جانے والوں کا ذکر ہے، اس طرح قدیم پاک و ہند میں ہنود روایات ملتی ہیں۔ مہا بھارت میں طوفان کے ہیرو رشی منو کا ذکر ہے۔اور طوفان اور کشتی کا بھی

- دنیا کے مختلف خطوں کی انسانی آبادیوں میں طویل زمانے سے کم و بیش ایک جیسے قصے کے پائے جانے کی ممکنہ طور پر تین وجوہات ہو سکتی ہیں

قصہ نوح علیہ السلام کی عالمگیریت

1. یہ قصہ اُس عہد سے تعلق رکھتا ہے جبکہ پوری نسلِ آدم کسی ایک ہی خطہ زمین میں رہتی تھی اور پھر وہاں سے نکل کر دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلی۔ اسی وجہ سے تمام قومیں اپنی ابتدائی تاریخ میں ایک ہمہ گیر طوفان کی نشان دہی کرتی ہیں، اگرچہ مرورِ ایام سے اس کی حقیقی تفصیلات انہوں نے فراموش کر دیں اور اصل واقعہ پر ہر ایک نے اپنے اپنے تخیل کے مطابق اَفسانوں کا ایک بھاری خول چڑھا دیا۔
2. جو لوگ پڑھنا لکھنا جانتے تھے انہوں نے اس واقعہ کی تفصیل لکھ ڈالی
3. اللہ نے جو آسمانی کتابیں نازل فرمائیں ان میں اس واقعہ کا اسی طرح ذکر کیا گیا جس طرح کہ قرآن مجید میں ذکر کیا گیا

- بنی اسرائیل میں اس واقعہ کا چرچا زیادہ اس لیے رہا کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار کروایا تھا جیسا کہ سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۳ (ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ) سے ظاہر ہے
- امتدادِ زمانہ کے ساتھ ساتھ یہ واقعہ مسخ ہوتا گیا اور مختلف علاقوں میں مختلف داستانوں کی شکل اختیار کرتا گیا۔ لیکن چار باتیں مختلف شکلوں ہی میں سہی لیکن مشترک رہیں۔

I. طوفان سے بچنے کے لیے ایک بڑی سی کشتی کا استعمال کیا گیا۔ کشتی کی تفصیلات مختلف داستانوں میں مختلف رہیں۔
II. کشتی میں ایک بزرگ شخصیت اور ان کی بیوی سوار تھے۔ ان کے نام مختلف داستانوں میں مختلف ہیں
III. کشتی میں انسانوں کے علاوہ دوسرے جاندار بھی سوار کروائے گئے جن کی تفصیل مختلف ملتی ہیں
IV. کشتی طوفان کے اختتام پر ایک پہاڑ کی چوٹی پر جا ٹھہری۔ پہاڑ کی چوٹی کا نام مختلف داستانوں میں مختلف ہے

طوفان نوح کا زمانہ

- طوفان نوح کے زمانے کے حوالے سے بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں اور ان غلط فہمیوں کی بنیادی وجہ آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام اور نوح علیہ السلام سے ابراہیم علیہ السلام کے سلسلہ نسب کا تعین ہے
- بائبل (عہد نامہ عتیق) کے حوالے سے ڈاکٹر موریس بُکائی (Maurice Bucaille) نے تاریخوں، سلسلۂ انساب وغیرہ کا ایک چارٹ پیش کیا ہے، اس چارٹ کے مطابق:
  - ← نوح علیہ السلام، آدم علیہ السلام کی پیدائش کے ۱۰۵۶ ویں سال پیدا ہوئے
  - ← بائبل ہی کے مطابق جب نوح علیہ السلام کی عمر ۶۰۰ سال کی ہوئی تو طوفان کا واقعہ پیش آیا
  - ← نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش میں (۸۹۲) سال کا فرق ہے
  - ← چونکہ طوفان کے وقت نوح کی عمر ۶۰۰ سال تھی اس لیے ابراہیمؑ کی پیدائش طوفان کے (۲۹۲) سال بعد ہوئی ــ اور ۱۸۵۰ قبل مسیح کو ابراہیمؑ کا دور بتایا جاتا ہے
  - ← اس حساب سے (۲۹۲+۱۸۵۰=۲۱۴۲) قبل مسیح میں طوفان کا وقوع ہونا چاہیے
  - ← اس طرح نوح علیہ السلام کا سنِ پیدائش اندازاً ۳۱۹۸ قبل مسیح بنتا ہے۔ اگر اس میں ۲۰۲۳ عیسوی سال ملا دیئے جائیں تو زمین پر انسان کی عمر صرف ۵۲۲۱ سال بنتی ہے

اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو بڑی شان سے پیدا کرنے کا اہتمام اس لیے فرمایا کہ اُس زمین پر انسان کو صرف ۶-۵ ہزار سال رہنے بسنے دے؟ بائبل میں ان تاریخوں کے تعین سے یہ بات بھی محال نظر آتی ہے کہ حضرت نوحؑ کے بعد ۶-۵ ہزار سال میں تقریباً ایک لاکھ ۲۴ ہزار انبیاء و رسل مبعوث ہوئے، ڈاکٹر موریس بُکائی کا استدلال ہے کہ یہ واقعہ کسی بھی طرح بائبل کے حساب سے اکیسویں صدی ق م میں پیش آہی نہیں سکتا بلکہ اس کو پیش طویل زمانے گذرے ہیں

نوح علیہ السلام کی دعوتِ اللہ

- اللہ کی طرف دعوت انبیاء علیہم السلام کا بنیادی فریضہ ہے، تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کو معبودِ برحق، وحدہٗ لاشریک ماننے کی دعوت دی (سورۃ الاعراف، الانعام، اور سورۃ ہود میں اس کا تفصیلی تذکرہ)
- نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی دعوت دی، لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ، بیشک ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا سو انہوں نے کہا: اے میری قوم (کے لوگو!) تم اللہ کی عبادت کیا کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، یقیناً مجھے تمہارے اوپر ایک بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے
- دعوت کے میدان میں نوح علیہ السلام ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں اور آپ اس حوالے سے عظیمت کا مینار ہیں، قرآن مجید میں کسی نبی کی مدتِ تبلیغ کا صراحت سے ذکر نہیں کیا گیا لیکن نوح علیہ السلام کے ضمن میں یہ بات صراحت سے موجود ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو برس دعوت دی
- آپ علیہ السلام کی دعوت کے تین نکات تھے، (۱) عبادتِ رب: کفر و شرک چھوڑ دو، اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرو، (۲) استغفار: اللہ کی طرف پلٹ آؤ، تقویٰ کو اپنا شعار بنالو، جب تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤگے تو فسق و فجور، ظلم و ستم، لوٹ کھسوٹ، جھوٹ اور غیبت، خود غرضی اور حرص کی پالیدگیوں سے تمہارا دامن پاک ہو جائے گا، تم پر زمین اور آسمان سے نعمتوں کی بارش ہوگی (۳) اطاعتِ رسول: تم میری اطاعت کرو، تمہارے رب نے مجھے مرشد و رہنما بنا کر مبعوث فرمایا ہے میں تمہیں سیدھی راہ پر لے چلوں گا اور منزل مراد تک پہنچا دوں
- آپ نے اپنی قوم کو دن کو بھی دعوت دی اور رات کو بھی، اعلانیہ بھی دعوت دی اور چپکے چپکے بھی، اسلوب بدل بدل کے دعوت دی۔ مسلسل انکار، تکذیب، استہزاء، اور ظلم و ستم کے باوجود دعوت کے فریضے میں ایک ہزار سال میں بھی کوئی کمی نہ آئی

کیا طوفانِ نوح مقامی تھا یا پورے کرۂ ارضی پر؟

- علمائے اسلام کی آراء اس ضمن میں منقسم ہیں ، علمائے اسلام کی ایک جماعت کے علاوہ، علمائے یہود و نصاریٰ، بعض ماہرین علوم فلکیات، طبقات الارض، اور تاریخ طبیعیات کی یہ رائے ہے کہ یہ طوفان تمام کرہ ارضی پر نہیں آیا تھا۔ بلکہ صرف اسی خطہ میں محدود تھا جہاں حضرت نوح (علیہ السلام) کی قوم آباد تھی
- ان کے نزدیک اس زمانہ میں انسانی آبادی اسی خطے تک محدود تھی جہاں حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم آباد تھی ،ابھی حضرت آدم علیہ السلام) کی اولاد کا سلسلہ اس سے زیادہ وسیع نہ ہوا تھا جو کہ اس علاقہ میں آباد تھا، لہٰذا وہی مستحق عذاب تھے اور ان ہی پر طوفان کا یہ عذاب بھیجا گیا، باقی کرہ زمین کو اس سے کوئی علاقہ نہ تھا۔
- جب کہ دوسرے طبقۂ علما اور ماہرین کا خیال ہے کہ یہ طوفان پورے روئے زمین پر تھا اور اس کے حق میں یہ دلائل و شواہد ہیں :

← دنیا کے کم بیش تمام مذاہب اور تہذیبوں میں ایک عالمگیر سیلاب اور اس میں تھوڑے سے لوگوں کے بچ جانے کی کہانی ملتی ہے

← نوح علیہ السلام کی دعا " رَبِّ لَاتَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا اے میرے رب! روئے زمین پر ان کافروں میں سے کسی کو زندہ نہ رہنے دے " میں لفظ "ارض" (زمین) کا استعمال مطلق طور پر آیا ہے

← ایک اور آیت میں اللہ نے زمین کو حکم دیا کہ اپنا پانی نگل لے "وَقِيلَ يَاأَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ ...اے زمین اپنا پانی نگل لے"

← کشتی میں جانوروں کو محفوظ کرنا اسی لیے ہو سکتا تھا کہ جب یہ طوفان عالمگیر ہو، یہ تو نہیں ہو سکتا کہ پوری زمین کے جانور نوح علیہ السلام کے علاقے یعنی قدیم میسوپوٹیمیا اور موجودہ عراق میں تھے جن کو بچانے کے لیے انہیں کشتی پر سوار کیا گیا

کیا طوفانِ نوح مقامی تھا یا پورے کرۂ ارضی پر؟

- اگر یہ سیلاب مقامی تھا تو نوح علیہ السلام اور ان کے ماننے والے بجائے ایک کشتی پر سوار ہونے کے کسی محفوظ علاقے کی طرف ہجرت کر سکتے تھے جیسا کہ باقی انبیاء کو عذاب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے علاقہ چھوڑ دینے کا حکم ہوتا تھا۔
- دنیا کے کئی علاقوں کے لوگوں میں ایک عالمی سیلاب کی کہانی ہزاروں سال سے نسل در نسل چلی آ رہی ہے جو کہ ظاہر کر رہی ہے کہ یہ واقعہ حقیقت میں رونما ہوا تھا
- زمین کے کئی مقامات پر فوسل کی مجموعی اور کثیر تعداد میں موجودگی ان جانوروں کے ایک عالمی آفت میں اکٹھے ہلاک ہونے کی دلالت کر سکتی ہے۔
- سمندری جانوروں کے فوسل بلند ترین پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھی پائے گئے ہیں جس کا واضح مطلب ایک عالمی سیلاب کے ذریعے ان جانوروں کا وہاں پہنچنا ہے۔

طوفانِ نوح کے متعلق دونوں قسم کی آراء موجود ہیں اور دونوں کے لیے دلائل بھی۔ قرآنِ مجید نے اس کو صراحتاً بیان نہیں کیا لہٰذا یہ کوئی عَقیدے کا مسئلہ نہیں ہے

طوفانِ نوح کے بعد پھیلنے والی نسلِ انسانی کیا صرف نوحؑ کی ذریت ہے؟

- سورۃ الصافات کی آیت ۷۷ سے (وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ اور ہم اسی (نوحؑ) کی نسل کو باقی رکھا) سے زیادہ تر اہل علم استدلال کرتے ہیں کہ طوفانِ نوح کے بعد نسلِ انسانی صرف نوح علیہ السلام کے بیٹوں سے چلی
- در حقیقت اس بات کی قرآن مجید میں صاف الفاظ میں تصریح نہیں ہے کہ آپ کی صلبی اولاد سے ہی نسلِ انسانی آگے بڑھی، اس مفہوم کو اپنانے کے لیے لفظ ذُرِّيَّت کے لازمی طور پر معنی صلبی اولاد لینا ہوں گے جبکہ ذریت کے معنی میں وسعت ہے یعنی اس میں جسمانی اور ایمانی دونوں طرح کی ذرِّیت (اولاد) شامل ہے ۔ اسکی تائید قرآن کریم میں دوسرے مقامات سے بھی ہوتی ہے
- سورۃ بنی اسرائیل میں بنی اسرائیل اور بعد کی دنیا کی آبادی کو ان لوگوں کی اولاد قرار دیا ہے جو حضرت نوح (علیہ السلام) کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے تھے۔ (ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ؕ تم اُن لوگوں کی اولاد ہو جنہیں ہم نے نوحؑ کے ساتھ کشتی پر سوار کیا تھا) اس مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ طوفان کے بعد آئندہ جو نسل آگے چلی وہ آپ ہی کے اہل و اتباع سے چلی۔
- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : " سام تمام عربوں کا باپ ہے۔ حام تمام حبش (اہل افریقہ) کا باپ ہے اور یافث تمام اہل روم کا "۔ اس روایت سے یہ صراحت نہیں ہوتی کہ تمام انسانوں کی نسل نوحؑ کی ان تین بیٹوں سے چلی (کہ اس میں کئی دوسری قوموں مثلاً مشرقی ممالک ، انڈونیشیا، جاپان، چین اور برِاعظم امریکہ کے اصلی باشندوں کی کے جدِ امجد کا ذکر نہیں ہے)
- اس بات کا کوئی تجرباتی (empirical) ثبوت بھی نہیں ہے کہ دنیا کے تمام لوگ ایک خاندان سے آگے چلے جو ۶-۵ ہزار سال پہلے موجود تھا۔ پھر انسانوں میں موجود جنیاتی تنوع (Genetic Diversity) بھی یہ بات ماننے میں مانع ہے کہ دنیا کے سب انسان ایک خاندان سے اتنے مختصر عرصے میں آگے پھیلے۔

قرآن اور تورات میں قصہ نوح علیہ السلام کا تقابل

- قصہ نوح علیہ السلام قرآن مجید اور بائبل (عہد نامہ عتیق) دونوں میں بیان ہوا ہے
- قرآن میں اس قصے کے اجزاء ۲۹ سورتوں میں پھیلے ہوئے ہیں، توارت میں کتاب پیدائش (Genesis) باب ٦، ٧ اور ٨ میں
- بائبل میں کشتی کا سائز (لمبائی، چوڑائی اور اونچائی) کی تفصیلات دی گئی ہیں لیکن قرآن میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا (اور اس کی حکمت یہ کہ ان غیر ضروری تفصیلات سے قصے کا سبق اور نصائح پس پشت چلے جاتے ہیں
- بائبل میں طوفان شروع ہونے کی نشانی (تندور کے ابلنے) کا ذکر نہیں — لیکن بارش کے برسنے اور ۱۵۰ دن پانی مسلسل چڑھنے کا ذکر ہے جس میں کشتی کے سواروں کے سوا سب انسان، جانور، چوپائے اور تمام پہاڑ بھی ڈوب گئے
- بائبل میں حضرت نوح علیہ السلام کا شخصی خاکہ ویسا نہیں جیسا کہ ایک اولوالعزم رسول کا قرآن میں پیش کیا گیا ہے بلکہ ان کی مے نوشی کا ذکر بھی ہے اور اسے سب انسانوں کی طرح گناہ آلود فطرت کے ساتھ پیدا ہونے والا بتایا گیا اور راست باز انسان بھی
- بائبل (تورات) اس قصے کے سب اہم حصے نوح علیہ السلام اور اس کے بیٹے کے ڈوبنے کے وقت کے مکالمے سے خالی ہے لیکن قرآن کریم نے اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے کیونکہ یہ مقام عبرت و نصیحت کے حوالے سے بہت اہم ہے

اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ نسب، رشتہ داری، دوستی اور رفاقت آسمانی مکاتب میں ہمیشہ ایمانی اور روحانی رشتوں کے تحت ہوتے ہیں اس مکتب میں نسبی وخاندانی رشتوں کا م ایمانی رشتوں کے مقابلے میں کوئی مفہوم نہیں (اسی اصول کے تحت سلمان فارسی جو نہ خاندان پیغمبر سے ہے نہ قریشی ہے، مکی بھی نہیں اور اصلا عرب بھی نہیں، وہ خاندان رسالت کا حصہ شمار ہوتا ہے (سَلْمَانَ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ سلمان ہم اہل بیت میں سے ہے) اور نوح جیسے پیغمبر کا حقیقی بیٹا باپ سے ایمانی رشتہ توڑنے کی وجہ سے اس طرح دھتکادیا جاتا ہے اِنَّهُ لَيۡسَ مِنۡ اَهۡلِكَ ، یہ تیرے اہل میں سے نہیں۔

نوح علیہ السلام اور قصہ نوحؑ سے متعلق وہ تفسیری روایات جو یقینی نہیں ہیں

- نوح علیہ السلام کا نام "عبد الغفار" یا "عبد الملک " یا "عبد الاعلی" تھا اور "نوح" کا لقب انہیں اس لیے دیا گیا ہے، کیونکہ وہ سالہا سال اپنے اوپر یا اپنی قوم پر نوحہ و گریہ کرتے رہے۔آپ کے والد کا نام "لمک" یا "لامک" تھا،آپ کی عمر ۲۵۰۰ سال تھی

(حضرت نوح علیہ السلام کا (اصلی) نام، باپ کا نام، شجرۂ نسب اور زمانے کی تفصیلات اسرائیلیات میں سے ہیں، جن کی تصدیق کسی دوسرے ذریعے سے نہیں کی جاسکتی)

- نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار افراد میں سے کسی کی نسل آگے نہ بڑھی اور یوں صرف نوح علیہ السلام کی اولاد دنیا میں ہے

(اس نظریے کے حامل لوگوں نے سورۃالصافات کی آیت ۷۷ سے (وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ اور ہم اسی کی نسل کو باقی رکھا سے استدلال کرتے ہیں لیکن زیادہ اصح یہ بات ہے کہ یہاں ذریت صلبی اولاد کے معنی میں نہیں بلکہ اہل کے معنی میں استعمال ہوا ہے جیسے قرآن مجید میں کئی اور مقامات پر بھی۔

دوسرا جس سیاق میں ان بچ جانے والوں کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جو لوگ نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار ہوئے تھے ان کے سوا باقی اور کوئی نہیں بچا تھا وہی اور صرف وہی بچے تھے اس طوفان اور عذاب سے

اس کی تائید سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ۳ سے بھی ہوتی ہے، ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۚ تم اُن لوگوں کی اولاد ہو جنہیں ہم نے نوحؑ کے ساتھ کشتی پر سوار کیا تھا۔)

نوح علیہ السلام اور قصہ نوحؑ سے متعلق قابلِ قبول روایات

- حضرت نوح علیہ السلام ، طوفان، کشتی ،آپ کی قوم اور آپ کے گھر والوں کے بارے میں ان گنت روایات مذہبی تحاریر اور تفسیری لٹریچر میں موجود ہیں جن کا زیادہ تر مآخذ اسرائیلیات ہیں (وہ روایات جو اہلِ کتاب، یعنی یہودیوں اور عیسائیوں سے ہم تک پہنچی ہیں)،ان میں اکثر نا قابلِ قبول ہیں،اس ضمن میں صرف وہ روایات قابلِ قبول ہیں جن کی صحت کی تائید قرآن سے یا احادیثِ مبارکہ سے ہوتی ہو (وہ روایات جو قرآن وسنت کی نصوص کے خلاف ہوں،وہ قابلِ قبول نہ ہونگی
- حضرت نوح علیہ السلام زمین پر پہلے رسول تھے (... يَا نُوحُ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الأَرْضِ، صحیح بخاری - ۳۳۴۰)
- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن کے علاوہ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ، 333/2)۔
- حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ؛ دس قرن۔ (صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب بدء الخلق)،

اگر قرن سے مراد صدی ہو تو ان دونوں انبیاء کرام علیہما السلام کے درمیان 1000 سال کا فاصلہ ہوگا اور اگر قرن سے مراد نسل ہو تو اس صورت میں ان کے درمیان ہزاروں سال کا فاصلہ ہوگا کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے لوگ صدیوں تک زندہ رہتے تھے۔ (قصص الانبیاء لا بن کثیر)۔

- حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ۹۵۰ برس تک دعوتِ حق پہنچائی

قصۂ نوح علیہ السلام کا تمدنی پہلو

- انسان ہر زمانے میں اپنی حاجات اور ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اپنے اطراف میں پائی جانے والے قدرتی ذخائر و وسائل کو دریافت کرتا اور انھیں استعمال کرتا رہا، مگر تاریخ میں بعض اہم موڑ آئے ہیں، بعض ایجادات ایسی ہوئی ہیں جنھیں ہم انقلاب آفریں خیال (Groundbreaking idea or innovation) کہہ سکتے ہیں۔
- ان میں سے چند کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔ یہ اس لیے کہ اسلام کی نظر میں علم کی جستجو میں لگنا عبادت ہے اور کسی چیز کو دریافت کرنے کے بعد اس علم کو چھپانا خیانت ہے اور انسانیت کے مفاد عامہ کے لیے کائنات کے ذخائر کو عام کرنا اس کی تعلیمات کا حصہ ہے
- قرآنِ مجید میں اس ضمن میں چھ شخصیات (چار انبیاء اور دو غیر انبیاء ۔نوح علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، داؤد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، ملکۂ سبا، اور ذوالقرنین) کا ذکر آیا ہے جنہوں نے اپنے زمانے کی ترقی میں بڑا رول ادا کیا ہے اور کچھ تمدنی سہولیات یا بہتر اور خوش حال زندگی کے لیے ایجادات کیں۔
- انسانی تاریخ میں نا معلوم وقت سے انسان خشکی کی سواری کے لیے جانوروں کا اور بحری سفر کے لیے کشتیوں کا استعمال کرتا رہا ہے، البتہ کشتی اپنی بھرپور اور ترقی یافتہ شکل میں پہلی بار کس نے بنائی ہوگی؟ قرآن کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوحؑ اس فن کے موجد تھے۔ اس دعوے کے لیے مروجہ انسانی معیار کے ٹھوس تاریخی شواہد تو موجود نہیں البتہ یہ ضرور ہمیں ملتا ہے کہ آپ نے خدا کی نگرانی اور رہ نمائی میں کشتی بنائی۔
- یہ ایک بہت بڑی کشتی تھی جس میں تمام ایمان والے، جانوروں کے جوڑے اور یقیناً ان کے لیے ضروری ساز وسامان بھی آگیا

قصۂ نوح علیہ السلام کا تمدنی پہلو

- قدیم زمانے سے لے کر آج تک کسی بھی تمدن کے فروغ میں کشتیوں نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ مگر حضرت نوحؑ سے پہلے کشتیاں کیسی تھیں اسے جاننے کا کوئی ذریعہ ہمارے ماہرین آثار قدیمہ اور مؤرخین کے پاس موجود نہیں ہے۔ مگر جو چیز (کشتی) حضرت نوحؑ نے بنائی وہ چونکہ خدا کی نگرانی میں بنائی گئی اس لیے کشتی بنانے کے تمام سائنسی علوم کا احاطہ اس میں لازمی طور پر شامل رہا ہوگا
- بائبل میں اس کشتی کی دی گئی تفصیلات اگر صحیح ہیں تو یہ ایک کئی منزلہ عظیم الشان کشتی تھی
- کشتی بنانے کے لیے کچھ علوم کا ہونا لازمی ہے جو قرآن کے مطابق اللہ کی رہنمائی اور ہدایات کی صورت میں نوحؑ کو ملے، وہ علوم یہ ہیں :

← کشتی بنانے کے لیے ضروری وسائل کی دستیابی (Procurement)

← کڑیوں کا علم جنہیں آسانی سے موڑا جا سکتا ہو اور وہ پانی میں رہ کر خراب نہ ہوں (Wood Science /Naval Architecture/Marine Engineering)

← جیومیٹری (Geometry) کا علم

← بحریات (Oceanography) کا علم

← اچھال (buoyancy) کا علم

قصۂ نوح علیہ السلام کا تمدنی پہلو

- ← اچھی عملی مہارت (Practical Skill)
- ← مسئلہ حل کرنے کی صلاحیت (Problem solving Skill)
- ← درست طریقے سے کام کرنے کی صلاحیت (Precision and accuracy)
- ← ڈیڈلائن کو پورا کرنے کی صلاحیت (Time management and meeting deadlines)
- ← اچھے ٹیم ورک کی مہارت (Teamwork and collaboration)
- ← اور بہت سی دیگر خصوصی کرافٹ کی صلاحیتیں (Craftsmanship skills)

- یہ کشتی کیسے بنائی گئی اس کا ایک لائحہ عمل کسی تختی میں لکھا ہوا پایا گیا۔ آثار قدیمہ اور کھدائی کے ماہرین اس زبان سے واقفیت رکھتے ہیں جسے " کیونیے فورم - " Cuneiform زبان کہتے ہیں، جو 3200 قبل مسیح میں پائی جاتی تھی۔
- حضرت نوحؑ کی اس کشتی کے جودی پہاڑ پر پہنچنے کے بعد جو تمدن وجود میں آیا اس میں کسی نے اس لائحہ عمل کو محفوظ کر لیا ہوگا، جسے The Ark Tablet کہا جاتا ہے جو آگے نسل در نسل چلتا رہا اور لوگ اس علم کو بروئے کار لا کر بڑی اور بہتر کشتیاں بناتے رہے

قصہ نوح علیہ السلام کے اسباق و رموز

- حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ایک اولوالعزم رسول، جنہوں نے کم و بیش ایک ہزار سال تک اللہ کی طرف دعوت دینے کا افریضہ سرانجام دیا، قرآنِ کریم کی ۲۹ سورتوں میں آپ کا تذکرہ اور آپ کی زندگی کے مختلف گوشوں کا بیان
- آپ کی زندگی، آپ کی دعوت اور اسلوبِ دعوت، آپ کی استقامت اور عزیمت اور آپ سے متعلق بیان کردہ قصص میں ایمان والوں کی بے شمار اسباق و نصائح موجود ہیں :

1. **دعوت الی اللہ** ایک فریضہ ہے جس کی ادائیگی کے لیے اپنی تمام ترصلاحتیں بروئے کار لے آنی چاہئیں
2. **یقین و ایمان**: داعی کو اس امر کا یقینِ کامل ہونا چاہیے کہ جس دعوت کا وہ لے کر اٹھا ہے وہ حق اور سچ ہے، اس پر اس کے یقین میں کوئی تنزلزل نہ آنا چاہیے ــ یہ یقین اور ایمان اس دعوت کی مشکلات انگیز کرنے میں مددگار ہوگا
3. **صبر و استقامت**: اگر لوگ دعوت کو قبول نہیں کر رہے تو داعی کو مایوس ہو کر ہمت نہیں ہارنی چاہیے بلکہ پوری استقامت سے اپنے حصے کا کام کرتے رہنا چاہیے اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دینا چاہیے
4. **اللہ پر اعتماد اور بھروسہ** : داعی کو ہر حال میں اللہ سے وابستہ رہنا چاہیے، اس راستے میں مادی اور دنیوی سہارے ہمیشہ وجہ اطمینان و تسلی نہیں بنتے۔ صرف اللہ کے ساتھ مضبوط تعلق اور اس پر اعتماد داعی کے لیے قوت اور وجہ سُکون
5. **بے لوث دعوت**: داعی کسی اجر، صلہ، ستائش، توجہ، محبت، شاباشی اور جاہ و منصب کی طلب سے ماوراء ہو کر دعوت کا کام کرتا ہے (نوح علیہ السلام اور تمام انبیاء و رسل نے اس بات کو واضح طور پر بتایا بھی اور عملًا کرکے دکھایا بھی)
6. **دعوتِ حق کا انکار**، ہمیشہ معاشرے کے بااثر افراد (سردار، مترفین، اشرافیہ ـ Privileged classes) کیا کرتے ہیں

قصہ نوح علیہ السلام کے اسباق و رموز

7. مشکلات کا سامنا: حق کی طرف بلانے والوں کو ہمیشہ، ہر دور میں تحقیر و استہزاء کا سامنا کرنا پڑا ہے، ان کا مذاق اڑایا گیا، ہر طرح کی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا، یہ دعوت کے راستے کے سنگ ہائے میل ہیں (داعیان الی اللہ ان سے کبھی نہیں گھبرائے)

8. قوم کی خیر خواہی: پیغمبر (قافلہٗ دعوت کے شہہ سوار) اپنی قوم کے انتہائی خیر خواہ ہوتے ہیں، قوم کی فلاح کے حریص۔ انبیاء و رُسل کے طریقے پر ایک داعی کو بھی اپنی قوم کا خیر خواہ ہونا چاہیے

9. دعوتِ حق پر عمل: ایک داعی سب سے پہلے اس دعوت پر مِن و عن عمل کرنے والا ہوتا ہے (وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ ٱلْمُسْلِمِينَ، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے میں خود مسلم بنوں)

10. پیغمبروں کی بشری حاجات: پیغمبر بھی انسان ہوتے ہیں اور بشری حاجات سے بالاتر نہیں ہوتے (تمام قوموں نے پیغمبروں سے مافوق البشر خصوصیات کے تقاضے کیے جیسے غیب جاننا اور خزانوں کا مالک ہونا ... لیکن تمام انبیا علیہم السلام نے ان مطالبات اور مافوق البشر خصوصیات سے معذوری کا اظہار کیا، سورۃ ہود میں خصوصاً اور دوسرے مقامات پر بھی اسکا ذکر)

11. انبیاء و رسل کی انسانی سطح پر جدو جہد: اس سے یہ معلوم بھی ہوتا ہے کہ تمام انبیاء و رُسل نے خالصتاً انسانی سطح پر دعوت کا کام کیا، اس سلسلے میں ابلاغ و بیان کا ہر اسلوب اپنایا، ایک ایک شخص کے پاس جا کر بھی اور اجتماعی طور پر بھی دعوت دی، اس راستے کی ہر مشکل، ایذاء اور پریشانی کو صبر اور خندہ پیشانی سے برداشت کیا، لوگوں نے مذاق بھی اڑایا، مارا پیٹا بھی گیا، زخمی بھی ہوئے، شہید بھی کیے گئے (ایک دن میں ۷۰ انبیاء شہید ہوئے - حدیث)، معاشی اور سماجی مقاطعے بھی ہوئے، دیس نکالا بھی برداشت کیا، ضعف اور قوت و وسائل کی اس شدید کمی کا سامنا کیا کہ اپنے رب کے حضور جس کی فریاد کی، لیکن دعوت کے اس عمل اور اس کے قبول و انکار کرنے میں کہیں خدائی مداخلت نہیں ہوئی، کہیں فرشتوں نے مداخلت نہیں کہیں، کسی کو زبردستی ایمان قبول نہیں کروایا گیا کہ لوگ جان لیں کہ دعوت خالصتاً ایک انسانی سطح کا کام ہے اور انبیاءؑ نے بھی اسی سطح پہ کیا

قصہ نوح علیہ السلام کے اسباق و رموز

12. نرمی کا اسلوب : قوم کے انکار اور سرکشی کے باوجود قوم سے پیار، محبت اور نرمی کا برتاؤ۔ دعوت کی طرف راغب کرنے کے لیے بار بار میری قوم، میری قوم کے الفاظ سے خطاب (داعی کو چاہیے کہ اپنے مدعو کو نرم اسلوب میں اور ایسے القاب سے خطاب کرے جس سے مدعو کو اپنائیت کا احساس ہو۔

13. امید کا پیغام: پیغمبر، لوگوں کو زمانۂ جاہلیت میں سرانجام پانے والے افعال قبیح اور گناہوں پر اللہ کی بخشش کی امید دلاتا ہے اور لوگوں کو مایوسی اور ناامیدی سے نجات دلاتا ہے (داعی بھی امید اور اللہ کی خوشنودی کا پیغام سنائے)

14. دنیوی زندگی کی ترقی ، تقویٰ اور خداپرستانہ زندگی کے منافی نہیں۔ نوح علیہ السلام نے قوم کو بتایا کہ اللہ سے استغفار، قحط سالی کی دوری، باغوں، پھلوں، مال واولا کی کثرت (مجموعی پیداوار میں اضافے) کا سبب بنے گی

15. انسانوں کی گمراہی: اس قرآنی قصے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی گمراہی ہر زمانے میں بنیادی طور پر ایک ہی طرح کی رہی ہے، اور خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبروں کی دعوت بھی ہر عہد اور ہر سرزمین میں یکساں رہی ہے

16. دعوت کا نقطہ آغاز: حضرت نوح علیہ السلام اور دیگر تمام انبیاء ورسل کے قصص سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوت کی ابتداء توحید سے کی جائے، توحید کے قائل ہونے کے بعد دین کے دوسرے اجزاء کو بیان کیا جائے

17. استعانت ومدد: تنگی ہو یا راحت، ہر حال میں مدد واستعانت اور دعا اللہ سے مانگنی چاہیے

18. اللہ پر ایمان میں کوئی شرکت نہیں: ایک مومن کے دل میں اللہ پر ایمان اور اس کی محبت کے ساتھ غیر اللہ کی محبت جمع نہیں ہو سکتی (ود، سواع، یغوث، نسر وغیرہ کی محبت قومِ نوح کی اللہ کے محبت میں رکاوٹ تھی)

قصہ نوح علیہ السلام کے اسباق و رموز

19. داعیین الی اللہ پر اللہ کی نظر خاص: اللہ اپنے اِن مومن بندوں کی حفاظت فرماتا ہے، انہیں راستے سجھاتا ہے، ان کی رہنمائی فرماتا ہے اور انہیں منزل تک پہنچاتا ہے

20. توکل کے ساتھ تدبیر: نوح علیہ السلام نے ہر معاملے میں اللہ پر بھروسہ کیا لیکن طوفان سے بچنے کے لیے کشتی بنانے کی تدبیر بھی کی (اللہ کی رہنمائی میں)- دنیاوی تدابیر اختیار کرنا اللہ پر بھروسے کے خلاف نہیں

21. داعی، دعوت کا مکلّف: داعی کتاب و سنت کے مطابق پوری محنت کے ساتھ دعوت دینے کے باوجود بھی اگر مدعو دعوت قبول نہ کرے تو اس میں داعی کا کوئی قصور نہیں

22. انسان کے اعمال کی ذمہ داری: ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار اور جواب دہ ہے، کسی نیک انسان کی رشتہ داری اس کو اس کے اعمال کی ذمہ داری اور اس کے نتائج سے نہیں بچا سکتی (حضرت نوحؑ کے بیٹے اور بیوی کی مثال.....)

23. بُری صحبت: نوح علیہ السلام کے بیٹے کی ہلاکت کی وجہ اس کی (کافروں کے ساتھ) بری صحبت (وَلَا تَكُن مَّعَ الْكَافِرِينَ)، ہر شخص کو اپنی صحبت پر نظر رکھنی چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ اس کی محبت اور ہمدردیاں کسی کے ساتھ ہیں (أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ، تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے)

24. دعائے مغفرت: نوح علیہ السلام کو کافر بیٹے کے لیے دعا (مغفرت) مانگنے سے روک دیا گیا (اور ابراہیم علیہ السلام کو کافر باپ کے لیے دعا کرنے سے روک دیا گیا)- کافر رشتہ داروں کے لیے ہدایت کی دعا تو کی جا سکتی ہے لیکن مغفرت کی نہیں

قصہ نوح علیہ السلام کے اسباق ورموز

25. راہِ حق پر صبر : نوح علیہ السلام کا صبر قابل تقلید۔ بیٹا اپنی آنکھوں کے سامنے غرق ہو گیا مگر آپؑ نے صبر و رضا کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا، اطاعت و فرمانبرادری کا نمونہ بنے رہے

26. اللہ کا امر فیصلہ کن : اللہ کا امر (عذاب) کو دنیا کی کوئی طاقت ٹال نہیں سکتی اور اس سے کوئی طاقت بچا بھی نہیں سکتی

27. اللہ کا اختیار: کافروں پر عذاب نازل کرنا، پیغمبروں کے اختیار میں نہیں ہے۔ حضرت نوحؑ کفار کے عذاب طلب کرنے کے جواب میں فرماتے کہ عذاب کا نازل کرنا، خدا کی مشیت کے ساتھ ہے اور اس عذاب سے بچنا ممکن نہیں ہے۔

28. مشیتِ الٰہی: نیک لوگوں کے گھر برے اور برے لوگوں کے گھر میں نیک لوگ پیدا ہو سکتے ہیں، اس سے نیک لوگوں کی عصمت و ایمان پہ کوئی حرف نہیں آتا

29. تقاضائے بشریت : انبیاء علیہم السلام سے بتقاضائے بشریت سہو ہو سکتا ہے جیسے نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے حق میں دعا سے ثابت ہے (اور دیگر انبیاء کرامؑ سے بھی ثابت ہے قرآن کریم میں)، ایسے میں اللہ تعالیٰ انہیں احساس دلاتا ہے تو وہ فوراً معافی کے خواستگار ہوتے ہیں، اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں جیسے نوح علیہ السلام نے کیا

30. اللہ تعالیٰ، انبیاء کی حفاظت اور ان کی خطاؤں اور لغزشوں پر انھیں متوجہ کرنے والا ہے۔

31. حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی خاص خصوصیات کی حامل اور صنعتی اعتبار سے بے مثال اور جدید ماڈل کی تھی

32. مشیت الٰہی، طبیعی اور عادی اسباب کے ذریعہ جاری ہوتی ہے (طوفان سے بچنے کے لیے کشتی کی تعمیر)

قصہ نوح علیہ السلام کے اسباق ورموز

33. ہر قسم کے حیوانات میں سے ایک جوڑا (نر ومادہ) کو کشتی میں سوار کرنے کا حکم - حیوانات کو نابودی اور ختم ہونے سے بچانا ضروری ہے (ظاہراً اس کے علاوہ اس کا کوئی مقصد نہیں تھا کہ نسل حیوانات باقی رہے اور نابود نہ ہو)

34. بھروسہ اللہ پر اسباب پر نہیں: کشتی میں سوار ہونے کے بعد نوح علیہ السلام کی اپنے پیروکاروں کو تاکید کہ طوفان کے حادثے سے نجات کے لیے انھوں نے خدا کی مغفرت اور رحمت پر بھروسہ کرنا ہے (یعنی کشتی تو فقط ایک وسیلہ ہے در حقیقت نجات مہیا کرنے کا سبب مغفرت ورحمت الٰہی کا شامل حال ہونا ہے)

35. کائنات کے اسباب اللہ کے اختیار میں: پانی کا پہلے برسنا (آسمان سے) اور زمین کا پانی چھوڑ دینا اور طوفان کے بعد آسمان کا تھم جانا اور زمین کا پانی کو نگل جانا - زمین وآسمان اور کائنات ہستی کے تمام اسباب، خدا کے اختیار میں ہیں اور اس کے حکم کو بجالانے کے لیے ہمیشہ مستعد ہیں

36. اللہ کا وعدہ : حضرت نوح علیہ السلام سے، کہ زمین پر اترنے کے بعد اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں گی تمارے ساتھ، اور نئی دنیا بسانے کے لیے اللہ تعالیٰ تمام اسباب فراہم کرے گا

37. انسانی معاشرے کیلئے امن وامان اور سلامتی کو برقرار رکھنا اور ان کے لیے نعمتوں کو ایجاد کرنا، اللہ کا اختیار اور اس کی مشیئت

38. مومن اور کافر انسانوں کی تدبیر اور انسانی معاشروں کے انقلاب اور ان کا انجام، خدا کے ہاتھ اور اختیار میں ہے

39. اللہ تعالیٰ دنیا میں کافروں کو لمبے عرصہ تک ڈھیل دیتا ہے، لیکن بالآخر ان کو اچانک اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔

40. آپ ﷺ کو رسالت کے پہنچانے میں صبر وبردباری کی تلقین اور مشرکین کے مقابلے میں سینہ سپر رہنے اور ان کی اذیتوں پر صبر کرنے کا حکم دیتا ہے۔